Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences (Miscellaneous)
Volume: 03, No: 01. January– June 2023
ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801

قانونِ توہینِ رسالت اور پاکستانی مذہبی اقلیات: عملی تحدیات

Pakistani Blasphemy Law and Religious Minorities: Practical Challenges

*Muhammad Abdussaboor * Hafiz Muhammad Zubair** Hafiz Mohsin Raza****

** Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Sargodha (UOS), Pakistan*
***MS* Research *Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sialkot (UOS), Pakistan*
**** MPhil* Research *Scholar, Department of Islamic Thought & Culture, National University of Modern Languages (NUML), Islamabad, Pakistan*

KEYWORDS

Blasphemy laws
Legal Challenges
Pakistan
Religious Minorities

ABSTRACT

The blasphemy laws in Pakistan have become a focal point of intense debate, impacting religious minorities and presenting complex challenges in their enforcement. This research explores the multifaceted dimensions of blasphemy within the Pakistani legal framework, with a specific focus on its implications for religious minority communities. Utilizing a qualitative research approach, this study examines the constitutional provisions, statutory laws, and significant judicial precedents related to blasphemy in Pakistan. Through an analysis of both legal texts and case studies, the paper elucidates the practical hurdles faced by religious minorities in navigating the legal landscape shaped by blasphemy laws. Furthermore, insights from Shariah experts and court proceedings contribute to a comprehensive understanding of the issues at hand. The findings of this research not only highlight the discrepancies between legal doctrine and its application but also provide valuable recommendations for fostering tolerance, protecting minority rights, and ensuring the fair administration of justice within the context of Pakistani blasphemy laws.

تعارف

عصرِ حاضر میں مذہبی آزادی بنیادی انسانی حق قرار پائی ہے جس میں مذہبی متعلقات کے تحفظ کے لئے قوانین مدون کئے گئے ہیں۔اس مقالہ میں قانونِ توہین رسالت اور پاکستان میں مذہبی اقلیات پر بحث کی گئی ہے۔یہ مقالہ پاکستانی قوانین میں توہینِ رسالت اوراس کے نفاذ سے وابستہ عملی تحدیات کا جائزہ لیتاہے۔علاوہ زیں یہ مطالعہ بالخصوص مذہبی اقلیات اوراس قانون کے مسائل ونوازل پر گفتگو کرتاہے۔اس تحقیق کی تکمیل کے لئے اسلامی قانون، پاکستانی آئینی دفعات، قوانینِ توہینِ رسالت ،اور عدالتی نظائر کا جائزہ لیا گیاہے۔اس مقالہ میں معیاری طریقہ تحیق کواختیار کیا گیاہے۔در حقیقت یہ مقالہ پاکستان میں قانونِ توہینِ رسالت اور مذہبی اقلیات کی عملی تحدیات منظر نامے کوواضح کرتاہے۔اس تحقیق کے نتائج نہ صرف قانونی نظریے اوراس کے اطلاق کے درمیان تضادات کواجاگر کرتے ہیں بلکہ رواداری کو فروغ دینے،اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ اور توہین رسالت کے پاکستانی قوانین کے تناظر میں انصاف کے منصفانہ انتظام کو یقینی بنانے کے لیے قابل قدر سفارشات بھی فراہم کرتے ہیں۔

*Corresponding Author: Hafiz Mohsin Raza
Email Address: *mohsin۷۸۶۹۲raza@gmail.com*

عالمی تناظر میں مقدس شخصیات سے متعلق قوانین موجود ہیں ہر ملک میں امن وامان کو قائم رکھنے کیلئے ایسی قانون سازی کی جاتی ہے کہ جس میں نہ تو کسی کی دل آزاری ہو اور نہ ہی کسی مذہب کی مقدس شخصیات کے حوالے سے کسی کے جذبات کو مجروح کیا جاسکے۔ ایسی قانون سازی بقائے باہمی میں بھی اہم کردار اداء کرتی ہے۔ پاکستان میں بھی امن وامان کو قائم رکھنے کیلئے ایسی قانون سازی کی گئی ہے جس میں تمام مذاہب کا احترام پیش نظر ہے عمومی طور پر یہ قانون توہین مذہب کے حوالے سے ہے جس میں مختلف اعتبار سے شقیں موجود ہیں بنیادی طور پر یہ قانون نہ صرف مسلمانوں بلکہ پاکستان میں بسنے والے ہر غیر مسلم شہری کے جذبات کا بھی احترام کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی پہلی اور دوسری شق میں یہ واضح ہے کہ کسی بھی مذہب کی عبادت گاہ کو نقصان پہنچانا یا نجس کرنا، کسی کے جذبات کو مجروح کرنا، کسی بھی شخص کے مذہبی حوالے سے جذبات کو مجروح کرنا، کسی بھی شخص کے اعتقادات کی تذلیل کرنا مذکورہ تمام افعال کے مرتکب شخص کو قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔ چونکہ پاکستان مسلم اکثریتی ملک ہے اس لئے مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے بھی ۲۹۵ C کے نام سے اس میں شق موجود ہے۔ جس میں نبی کریم ﷺ کی توہین کے مرتکب شخص کیلئے جرمانہ اور موت کی سزاء رکھی گئی ہے۔ (مجموعہ تعزیرات پاکستان، ۱۸۶۰، دفعہ ۲۹۵ سی)

پاکستانی قوانین میں مذکورہ شق کو شامل کیا گیا تاکہ ملک کے امن وامان کو قائم رکھا جاسکے۔ لیکن بعض اوقات ان قوانین کا استعمال ذاتی وجوہات کی بناء پر بھی سامنے آتا ہے کبھی کبھار ان قوانین کے غلط استعمال کی وجہ سے پاکستان میں بسنے والی غیر مسلم اقلیتوں پر اس کے نقصان دہ اثرات مرتب ہوتے ہیں بے گناہ لوگوں کو نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے اپنے گھر بار چھوڑنا پڑتے ہیں بعض اوقات تو اپنی شناخت کو بھی تبدیل کرنا پڑتا ہے لہذاء آزادانہ طور پر ان کو اپنی مذہبی زندگی گزارنا مشکل ہوجاتا ہے۔ حالانکہ پاکستان کا شہری ہونے کے ناطے انہیں آزادانہ طور پر اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔ دراصل ایسا معاملہ ساوقت پیش آتا ہے جب ہر عام شہری قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتا ہے اور بعض ذاتی بنیادوں پر قتل وغارت کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ اس تحقیق میں جائزہ لیا جائے گا کہ توہین رسالت کیا ہے؟ پاکستانی قوانین میں موجود تحفظ ناموس رسالت قانون کیا ہے اور قوانین توہین مذہب کے غلط استعمال کی وجہ سے غیر مسلم اقلیتوں پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ دیکھا جائے گا کہ توہین رسالت کے مرتکب شخص کو سزاء کون دے گا کیا ہر عام شہری قانون کو ہاتھ میں لے سکتا ہے؟

اس مقالہ کو عام فہم بنانے کے لئے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ اسلامی قانون اور توہینِ رسالت پر گفتگو کرتا ہے۔ دوسرا حصہ پاکستانی قوانین اور توہینِ رسالت کا جائزہ لیتا ہے۔ تیسرا حصہ پاکستانی مذہبی اقلیات اور عدالتی نظائر پر بحث کرتا ہے۔

اسلامی قانون

توہینِ رسالت کا معنی ومفہوم

لفظ توہین عربی زبان کا لفظ ہے باب تفعیل اس کا مادہ (و ہ ن) ہے جو کہ کمزوری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لغت کی کتاب المنجد میں ہے کہ **الوھن**: کام میں سستی، بدن میں کمزوری (معلوف، ۲۰۰۶، ص۔ ۱۰۰۱)۔ اسی طرح فراہیدی لکھتے ہیں کہ **وھن: الوھن: الضعف فی العمل و فی الاشیاء و کذلک فی العظم ونحوہ، و قد وھن العظم یھن وھنا و اوھنہ یوھنہ، و رجل واھن فی الامر و العمل ، و موھون فی العظم و البدن**۔ (فراہیدی، ج۔ ۲، ص۔ ۹۲)

وہن کا معنی کسی عمل یا کسی چیز میں کمزوری کے ہیں۔اسی طرح ہڈی یا ہڈی کی طرح کسی اور چیز میں کمزوری کا نام بھی وہن ہے۔اسی طرح اگر کوئی آدمی کسی کام یا کسی عمل میں کمزوری دکھائے تو اس کو " **واہن**" کہتے ہیں۔اگر بدن یا ہڈی کمزور ہو تو اس کو **"موھون فی العظم و البدن"** کہتے ہیں۔اسی مادہ سے قرآن پاک میں بھی یہ لفظ متعدد مرتبہ استعمال ہوا ہے مثلاا **ن اللہ موھن کید الکفرین**(انفال:۱۸)

بیشک اللہ تعالی کافروں کے مکر کو کمزور کرنے والا ہے۔

اسی طرح ایک اور آیت میں ہے کہ **قال رب انی وھن العظم**(مریم:۴)

عرض کی اے میرے رب بیشک میری ہڈی کمزور ہو گئی۔

اسلام تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ناموس کا محافظ ہے کیونکہ قران پاک میں ہے **لا نفرق بین احد من رسلہ**(بقرہ:۲۸۵)۔ہم رسولوں میں سے کسی کے درمیان بھی فرق نہیں کرتے۔اس اعتبار سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام ہمارے لیے قابل شرف واحترام ہیں اور ان تمام کی تعظیم و توقیر ہم سب پر لازم ہے۔اسی وجہ سے کوئی بھی شخص ان میں سے کسی کی شان میں کسی بھی طرح تنقیص یا تکفیر کرے تو وہ کفر کا مرتکب ہو گا۔سب سے پہلے تو توہین رسالت کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

ولا تسبواالذین یدعون من دون اللہ فیسبواللہ عدوا بغیر علم(انعام:۱۰۸)

اور نہ گالی دو ان کو جس کو وہ اللہ کے علاوہ پوجتے ہیں و گرنہ وہ اللہ تعالی کی شان میں بے ادبی کریں گے۔

اصل میں اسلامی قانون ایک بہترین اور مفضی الی الامن قانون ہے کہ اس کے ذریعے ملک میں امن کی فضاء قائم کی جاسکتی ہے۔ اسلامی قانون نہ صرف مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتا ہے بلکہ اقلیتوں کے جذبات اور ان کے مذہب کا بھی محافظ ہے۔ توہین رسالت کا مفہوم اور اس کی تعریف مختلف علماء نے مختلف طور پر کی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں

جس شخص کی تعظیم و تکریم اور اتباع ایمان کا حصہ ہو یعنی جس شخص کی تابعداری کرنا ہم پر فرض کی گئی ہو اور اس شخصیت کی تعظیم ایمان کے لحاظ سے ہم پر واجب ہو ایسے شخص پر استہزا کرنا یا کسی بھی طرح قول و فعل سے ایسی شخصیت کو تکلیف پہنچانا اس کی توہین شمار ہو گی کیونکہ ایسی شخصیت کی تعظیم کرنا ایمان کا حصہ تھا لھذا اس سے ایمان ضائع ہو جائے گا(ابن تیمیہ،۱۹۸۷، ص،۳۶۷)

علامہ خفاجی فرماتے ہیں

آپ ﷺ کی صفات پر اگر کسی نے عیب لگایا یہ بھی توہین شمار ہو گی اور وہ شخص کافر ہو جائے گا۔(خفاجی، ج۔۴، ص۔۳۳۱)

ابن بزاز حنفی فرماتے ہیں

اگر کوئی شخص کہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا معمول تھا کہ اپ کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لیتے تھے اور کوئی سننے والا حقارت کی نیت سے کہے کہ یہ تو اداب کے منافی ہے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا(ابن بزاز، ج۔۶، ص۔۳۲۸)

صاحب خلاصہ الفتاویٰ

جس نے نبی اکرم ﷺ کو برا بھلا کہا یا آپ ﷺ کی اہانت کی یا آپ ﷺ پر دین کے بارے میں یا آپ ﷺ کی ذات کے حوالے سے یا اوصاف کے متعلق عیب جوئی کی ایسا شخص کلمہ گو ہو یا نہ ہو چاہے اس کا تعلق اہل کتاب سے ہو یا اس کے علاوہ کسی مذہب سے، چاہے وہ اہل الذمہ میں سے ہو یا اہل الحرب میں سے اور اس نے ایسے توہین آمیز الفاظ جان بوجھ کر ادا کئے ہوں یا بھول کر یا بطور مزاح ایسی تمام صورتوں میں اس کو کفر کا مرتکب ہی شمار کیا جائے گا۔ اس کی توبہ نہ عنداللہ اور نہ ہی عندالعباد مقبول ہو گی اور شریعت اسلامیہ میں تمام پہلے اور بعد کے مجتہدین کے نزدیک ایسا شخص مستحق سزاء ہو گا اور وہ سزاء قتل کی صورت میں ہو گی۔ لہذاء سلطان یا اس کا خلیفہ اس کو سزاء دینے میں لاپرواہی نہیں کریں گے۔ (طاہر، ۳۸۶)

احمد رضا خان لکھتے ہیں

نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بیہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہیں دیں گے۔ (بریلوی، ۱۹۹۸، ج۔ ۱۴، ص۔ ۳۰۱)

انگلش میں لفظ Blasphemy مستعمل ہے جس پر Amey Hackney Blackwell نے ان الفاظ میں لکھا ہے کہ

Blasphemy means to make a mention of the sanctities of any religion in a way that religion. Various definitions of blasphemy can be found in legal dictionaries. For instance, irreverent or profane speech or writing about sacred things in religion. (Blackwell, 2008)

توہین مذہب کا مطلب ہے کسی بھی مذہب کے مقدسات کا اس طرح ذکر کرنا جس سے اس مذہب کے پیروکاروں کو تکلیف ہو۔ توہین رسالت کی مختلف تعریفیں قانونی لغات میں مل سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر مذہب یا مقدس چیزوں کے بارے میں غیر شرعی یا ناپاک تقریر یا تحریر۔

پاکستانی قانون

پاکستانی قانون مجموعہ تعزیراتِ پاکستان ۱۸۶۰ کی دفعہ ۲۹۵ کے تحت کسی عبادت گاہ یا مذہبی طور پر مقدس قرار دی گئی کسی چیز کی توہین کو قابل سزا قرار دیا گیا تھا۔ اس قانون کے مطابق ایسی اہانت کے مرتکب شخص کو زیادہ سے زیادہ دو سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ جو کسی عبادت گاہ یا افراد کے کسی گروہ کی طرف سے مقدس قرار دی گئی کسی چیز کو اس ارادے سے تباہ کرتا ہے یا نقصان پہنچاتا ہے یا اس کی بے حرمتی کرتا ہے کہ اس سے افراد کے کسی گروہ کے مذہب کی توہین ہو یا وہ اس علم کے ساتھ ایسا کرتا ہے کہ افراد یا کوئی گروہ اسے اپنے مذہب کی توہین سمجھے گا۔ پھر اس قانون میں مختلف ترامیم ہونے کے بعد ۲۹۵اے، بی اور سی کا اضافہ ہوا۔

295. Injuring or defiling place of worship, with intent to insult the religion of any class: Whoever destroys, damages or defiles any place of worship, or any object held sacred by any class of persons with the intention of thereby insulting the religion of any class of persons or with the knowledge that any class of persons is likely to consider such destruction damage or defilement as an insult to their religion, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to two years, or with fine, or with both.

۲۹۵. عبادت گاہ کو نقصان پہنچانا یا ناپاک کرنا، کسی بھی طبقے کے مذہب کی توہین کرنے کے ارادے سے: جو کوئی عبادت گاہ کو تباہ کرتا ہے نقصان پہنچاتا ہے یا ناپاک کرتا ہے، یا کسی بھی طبقے کے افراد کی طرف سے مقدس سمجھی جانے والی کسی چیز کو کسی بھی طبقے کے مذہب کی توہین کرنے کی نیت

سے۔افراد کے طبقے یا اس علم کے ساتھ کہ افراد کا کوئی بھی طبقہ اس طرح کے تباہی کو نقصان پہنچانے یا ناپاکی کو اپنے مذہب کی توہین سمجھتا ہے، اسے سزا دی جائے گی جو دو سال تک قید ہو سکتی ہے یا جرمانے کے ساتھ یا قید و جرمانہ دونوں کے ساتھ۔۔(مجموعہ تعزیرات پاکستان، ۱۸۶۰، دفعہ ۲۹۵)

295A. Deliberate and malicious acts intended to outrage religious feelings of any class by insulting its religion or religious beliefs: Whoever, with deliberate and malicious intention of outraging the religious feelings of any class of citizens of Pakistan, by words, either spoken or written, or by visible representations insults the religion or the religious beliefs of that class shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to ten years, or with fine, or with both.

۲۹۵اے کسی بھی طبقے کے مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین کر کے اس کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا ارادہ دانستہ اور بدنیتی پر مبنی کارروائیاں: جو کوئی بھی پاکستان کے شہریوں کے کسی بھی طبقے کے مذہبی جذبات کو دانستہ اور بدنیتی سے مجروح کرنے کے ارادے سے الفاظ کے ذریعے زبانی یا تحریری یا دکھائی دینے والے خاکوں کے ذریعے کسی جماعت کے مذہب یا مذہبی اعتقادات کی تذلیل کرے یا کوشش کرے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کیلئے دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزاء یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔۔(مجموعہ تعزیرات پاکستان، ۱۸۶۰، دفعہ ۲۹۵اے)

295B. Defiling of Holy Quran: Whoever willfully defiles, damages or desecrates a copy of Holy Quran of an extract therefrom or uses it in any derogatory or for any unlawful purpose shall be punishable with imprisonment for life.

۲۹۵بی: قرآن پاک کی بے حرمتی: جو شخص جان بوجھ کر قرآن پاک کے نسخے یا اس کے کسی اقتباس بے حرمتی کرتا ہے اسے نقصان پہنچاتا ہے یا اس کی بے حرمتی کرتا ہے یا اسے کسی توہین آمیز یا کسی غیر قانونی مقصد کے لیے استعمال کرتا ہے تو اسے عمر قید کی سزا دی جائے گی۔(مجموعہ تعزیرات پاکستان، ۱۸۶۰، دفعہ ۲۹۵بی)

295C. Use of derogatory remarks, etc., in respect of the Holy Prophet: Whoever by words, either spoken or written, or by visible representation or by any imputation, innuendo, or insinuation, directly or indirectly, defiles the sacred name of the Holy Prophet Muhammad (PBUH) shall be punished with death, or imprisonment for life, and shall also be liable to fine.

۲۹۵سی: حضورؐ کی شان میں توہین آمیز کلمات وغیرہ کا استعمال: جو بھی الفاظ کے ذریعے، خواہ زبانی ہو یا تحریری، موئی نقوش کے ذریعے، یا کسی قسم کی تاویل، طعن، یا تلقین کے ذریعے، بالواسطہ یا بلاواسطہ، حضورؐ کے مقدس نام محمد ﷺ کی بے حرمتی کرتا ہے۔اس کو سزائے موت، یا عمر قید کی سزا دی جائے گی، اور جرمانہ بھی ہوگا۔(مجموعہ تعزیرات پاکستان، ۱۸۶۰، دفعہ ۲۹۵سی)

تعزیرات پاکستان کی مذکورہ شقوں کے مطابق ملک پاکستان میں کسی شخص کو بھی چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم کسی بھی مذہب کی توہین کرنے کی اجازت نہیں ہے۔اسلام بھی کسی مذہب کی توہین کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اسلام تو کسی کے جھوٹے خدا کے متعلق بھی توہین آمیز کلمات اداء کرنے سے منع فرماتا ہے تاکہ وہ جواب میں ہمارے سچے خدا کی توہین نہ کرے۔

اقلیتوں پر اثرات: عدالتی نظائر

بلاشبہ قانون تحفظ رسالت امن کی فضاء کے قیام کا ایک ذریعہ ہے اس لئے اس کے جواز میں مزید کسی قسم کی دلیل کی ضرورت نہیں لیکن اس قانون کے غلط استعمال کی وجہ سے اقلیتوں پر ہونے والے اثرات کو بھی پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا توہین رسالت کے حوالے سے اندادھند کیس رپورٹ ہوتے رہے جن میں سے کتنے ہی مرد وخواتین کو ماورائے عدالت قتل کر دیا گیا۔

(CRSS) نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ ۱۹۴۷ سے ۲۰۲۱ تک توہین مذہب کے الزامات میں ۱۸ خواتین اور ۷۱ مردوں کو ماورائے عدالت قتل کیا گیا، اب تک ۱۰۷ خواتین اور ایک ہزار ۳۰۸ مردوں پر توہین مذہب کے الزامات لگائے گئے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ سال ۲۰۱۱ سے ۲۰۲۱ کے دوران ایک ہزار ۲۸۷ شہریوں پر توہین مذہب کے الزامات لگائے گئے۔ ان میں سے کتنے ہی ایسے کیسز واقعی ایسے لوگوں کے حوالے سے ہیں کہ جو توہین جیسے شنیع فعل کے مرتکب ہوئے ہیں لیکن بہت سے ایسے کیسز بھی ہیں کہ جن کا توہین رسالت سے دور دور تک کوئی تعلق ہی نہیں صرف اپنے کسی ذاتی مسئلہ اور انا کی تسکین کیلئے توہین کا الزام لگا دیا جاتا اور بغیر تحقیق کئے مقدمات کا اندارج کر دیا جاتا ہے۔ صرف الزام کی تصدیق نہ کرنے کی وجہ سے معاشرے کے امن وامان میں کتنا بگاڑ پیدا ہوتا ہے کہ جس کا ازالہ ممکن نہیں اور اس کے علاوہ ایسے لوگ جو اس قانون کے مخالف ہیں اس قانون کو ختم کروانا چاہتے ہیں وہ اپنے مقدمہ کو اس طرح کے واقعات کی بناء پر سچا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کسی پر غلط الزام نہ صرف اخلاقی طور پر صحیح ہے بلکہ ہمارا دین بھی اس بات کی قطعا اجازت نہیں دیتا۔ اس کیلئے پچھلے چند سالوں میں پیش آنے والے چند مسائل کا جائزہ لیتے ہیں کہ جس میں توہین کے الزامات کی وجہ سے نہ صرف ملزم بلکہ ان کے افراد خانہ کو بھی کس کرب سے گزرنا پڑتا ہے۔

رمشا مسیح کیس

پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد میں سنہ ۲۰۱۲ میں ایک چودہ سالہ مسیحی لڑکی کو قرآن مجید کے اوراق مقدسہ کو جلانے کا الزام لگا اور مسجد کے امام صاحب کے بلانے پر پولیس نے اس لڑکی کو گرفتار کر لیا۔ اس پر لگا الزام صحیح ثابت ہوا یا نہیں اس طرف جانے سے پہلے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اس واقعہ کے باقی مسیحی لوگوں پر کیا اثرات مرتب ہوئے بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق جس دن یہ واقعہ پیش آیا اسی دن اس چھوٹے سے قصبہ کے چھپروں میں رہنے والی مسیحی برادری کے ۱۳۰۰ لوگوں نے اپنا سامان اکٹھا کیا اور کسی بھی ناگہانی آفت سے خود کو بچانے کے لئے کسی محفوظ جگہ کی تلاش میں چل پڑے۔ کوئی اپنے کسی عزیز کے گھر رہنے لگا اور کوئی پنڈی کے رہائشی علاقوں میں عارضی کیمپ لگا کر رہنے لگے۔ جب ان لوگوں کو اطلاع پہنچی کہ مذہب کی توہین کے حوالے سے واقعہ پیش آیا ہے تو وہ دیر کئے بغیر اپنے گھر چھوڑ کر نکل پڑے۔ ان لوگوں کے کچھ افراد خانہ اسی مہر آبادی میں ہی موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ جس جگہ ہم منتقل ہوئے وہاں ہم نے خود کو چھپائے رکھا نہ ہم نے اپنی شناخت ظاہر کی اور نہ ہی اپنا مذہب ظاہر کیا اور اپنی مذہبی کتاب نہ ہے اپنی مذہبی علامات کو اپنے ساتھ رکھا۔ اور ہمارے جن بچوں کے نام مسیحی تھے انہیں تبدیل کر دیا۔ (بی بی سی اردو، ۲۰۲۳)۔

بعد میں عدالت میں اس پر الزام ثابت نہ ہونے کی وجہ سے اسے رہا کر دیا گیا لیکن صرف ایک فرد کی وجہ سے ان کی تمام برادری کو اذیت سے گزرنا پڑا حتی کہ انہیں اپنے گھر تک چھوڑنا پڑے اور اپنی شناخت بھی چھوڑ دی حالانکہ اسلام ہر کسی کو اپنی الگ شناخت برقرار رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ بلکہ قرآن پاک میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا (الحجرات:۱۳)

اے لوگو ہم نے تمہیں مذکر اور مؤنث سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں کی صورت میں بنایا تاکہ تمہاری آپس میں پہچان ہو۔

اس آیت مقدسہ سے نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالی نے ہر کسی کو اپنی پہچان کا حق دیا اسی لئے تو مختلف قومیں اور قبائل بنائے۔ اسلام کا دیا ہوا حق کوئی بھی کسی سے نہیں چھین سکتا۔ لیکن اس کیس میں اس سے بھی زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ بعد میں ان امام صاحب کو گرفتار کیا گیا کہ انہوں نے شواہد کو تبدیل کیا۔ اندازہ کیجئے کہ ایک واقعہ کی تحقیق نہ کرنے کی بناء پر کتنے مسائل کا سامنا کرنا پڑا کہ پوری بستی بھی متاثر ہوئی اور خود امام صاحب بھی اسی زد میں آ گئے۔

ثمینہ مشتاق کیس

ثمینہ مشتاق نامی ایک مسیحی خاتون کے ساتھ بھی ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا اس دوران کہ جب وہ اپنی ڈیوٹی پر معمور تھی اسکا ممنوعہ علاقے میں گاڑی پارک کرنے سے منع کرنے پر ایک مسلم لڑکے کے ساتھ جھگڑا ہوا جس کی بنیاد پر مسلم لڑکے نے اس پر توہین کا الزام لگا دیا۔

ڈی ڈبلیو نیوز کی رپورٹ کے مطابق ثمینہ مشتاق نے بتایا کہ پچھلے جمعرات کو سلیم نامی شخص نے اپنے عزیزوں کی کار ایسی جگہ پارک کرنا چاہی جہاں پارکنگ منع تھی۔ اس پر میں نے اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اسے منع کیا تو اس نے مجھ پر مذہب کی توہین کا الزام لگا دیا۔ اس سلیم نامی شخص نے بلند آواز سے لوگوں کو پکارنا شروع کر دیا اس کی چیخ و پکار سن کر وہاں لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہونا شروع ہو گیا۔ تو مجھے خوف ہوا کہ میرے ساتھ بھی کہیں سیالکوٹ والا معاملہ نہ پیش آ جائے اور مجھے بھی ویسا ہی معاملہ نہ بھگتنا پڑ جائے۔ لہذا میں نے اپنے موبائل سے اس معاملے کو ریکارڈ کرنا شروع کر دیا تاکہ بعد میں اگر کوئی معاملہ پیش آ جائے تو میں بطور ثبوت یہ ویڈیو پیش کر سکوں۔[1] اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صرف گاڑی پارک کرنے سے منع کرنے پر اتنا بڑا الزام لگا دیا گیا۔ یعنی اپنی ذاتیات کی بناء پر غصہ نکالنے کیلئے اتنے اہم قانون کا سہارہ لینا اور اس کو بنیاد بنا کر اپنی انا کی تسکین کا سامان کرنا نہ تو اخلاق اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی ہمارا دین اس کی اجازت دیتا ہے۔ اس متاثرہ عورت کا کہنا ہے کہ شکر ہے کہ میں نے اپنا موبائل نکال کر ویڈیو بنانا شروع کر دی وگرنہ میں کسی بھی طرح اپنی بے گناہی کو ثابت نہ کر سکتی۔ ثمینہ مشتاق کے مطابق یہ قانون ان کیلئے سر پر لٹکتی تلوار کی مانند ہے اور ان کا مطالبہ ہے کہ اس قانون میں ترمیم کی جانی چاہئے۔

واقعہ جوزف کالونی

ایسا ہی ایک واقعہ لاہور کی ایک کالونی میں پیش آیا جس کا نام جوزف کالونی ہے اس کالونی کے رہائشی ساون مسیح کے خلاف توہین مذہب کی دفعات کے تحت مقدمہ درج ہوا جس میں لاہور کے سیشن کورٹ میں مجرم کو سزائے موت سنائی گئی۔ جب توہین مذہب کی خبر لوگوں میں پھیلی تو ان کی طرف سے مسیحی بستی کو آگ لگا دی گئی جس کے نتیجے میں مسیحیوں کے سو سے زیادہ گھر نذر آتش کر دئے گئے۔ سات سال کے بعد ملزم کو الزام ثابت نہ ہونے پر رہا کر دیا گیا۔ ایک تحقیق کے مطابق ساون کا اپنے دوست کے ساتھ کسی جائیداد کے حوالے سے جھگڑا تھا اس ذاتی جھگڑے میں توہین رسالت کا الزام لگا دیا گیا۔ ایک محقق نے یوں لکھا کہ

---

[1] https://www.google.com/amp/s/amp.dw.com/ur

Sawan was of the opinion that the real reason for blasphemy allegation was his property dispute with his friend. (Khan & Khan, 2020)

ساون کا خیال تھا کہ توہین رسالت کے الزام کی اصل وجہ اس کا اپنے دوست کے ساتھ جائیداد کا تنازع تھا۔

دراصل معاملہ ذاتی تنازعات کا ہو یا واقعی کوئی شخص توہین کا مرتکب ہوا ہو کسی بھی صورت میں اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ بغیر کسی وجہ سے کسی بے گناہ پر ظلم کیا جائے اگر کسی سے ایسا ناقابل معافی فعل سرزد ہوا بھی ہو تو تب بھی اس کو بنیاد بنا کر کسی بے گناہ کو سزا نہیں دی جاسکتی۔ لیکن مذکورہ واقعہ میں فرد واحد کی غلطی پر پوری بستی کو نشانہ بنایا گیا لوگوں کو ان کے گھروں سے محروم کر دیا گیا اور نام اسلام کا استعمال کیا گیا اسلام میں تو ویسے بھی کسی پر ظلم کرنے کی اجازت نہیں چہ جائیکہ خود اسلام کا نام استعمال کر کے کسی پر ظلم کیا جائے۔

واقعہ سیالکوٹ

سیالکوٹ میں ایک فیکٹری کے مینیجر سری لنکن شہری پریانتھا پر توہین مذہب کا الزام عائد ہوا جس کی بنیاد پر مشتعل ہجوم کی جانب سے اس شہری کو قتل کر کے آگ لگادی گئی۔ اس شخص نے توہین کی تھی یا نہیں اس کا فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے اسلام عامی کو سزائیں نافذ کرنے کا حق نہیں دیتا اس کے علاوہ مسلمان اگر توہین کا مرتکب ہوتا ہے تو شرعی اعتبار سے اس کا حکم اور غیر مسلم کا حکم ایک نہیں ہے۔ مذکورہ شخص تو مسلمان ہی نہیں تھا اور پھر اتنے بڑے ہجوم کا قتل کر کے لاش کو آگ لگادینا اسلام کسی صورت میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

یہ تمام معاملات اس وقت پیش آتے ہیں کہ جب توہین مذہب قانون کا غلط استعمال کیا جائے اس کے غلط استعمال سے نہ صرف اقلیتوں پر اثرات مرتب ہوتے ہیں بلکہ مسلمان بھی محفوظ نہیں رہتے کہ نہ جانے کب کسی پر اپنی ذاتی رنجش کی بنا پر توہین کا الزام لگادے اور مقدمہ درج ہونے سے پہلے ہی ملزم کو موت کے گھاٹ بھی اتار دیا جائے۔

الزام پر سزاء

کسی بھی شخص پر ذاتی وجوہات کی بنا پر توہین کا الزام لگانا نہایت ہی قبیح فعل ہے کہ اپنی ذاتی رنجشوں اور انا کی تسکین کیلئے نبی کریم ﷺ کا مبارک نام استعمال کرنا بھی ناقابل معافی فعل ہے۔ اس لئے اگر کوئی ایسا الزام کسی پر عائد کرتا ہے تو اس کو ثابت کرنا بھی اسی کی ذمہ داری ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ کا اصول ہے کہ **البَيِّنَةُ عَلَى المُدَّعِي، وَاليَمِينُ عَلَى المُدَّعَى عَلَيْهِ**(ترمذی، ح۔۱۳۴۱) کہ جس شخص نے دعوی کیا ہے اس کو ثابت کرنا اسی کی ذمہ داری ہے اور جس پر دعوی کیا گیا ہو اس پر قسم ہوگی۔ لہذا توہین کا مقدمہ درج کروانے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو عدالت میں ثابت کرے۔ اگر وہ اپنے مقدمے میں جھوٹا ثابت ہوتا ہے تو وہ سزا کا مستحق ٹھہرے گا شریعت مطہرہ میں تو کسی شخص پر بہتان لگانے کی بھی اجازت نہیں ہے چہ جائیکہ کسی پر توہین رسالت ﷺ جیسے ناقابل معافی جرم کا الزام لگا دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ایک فرمان مبارک کا مفہوم ہے جس نے کسی شخص کے متعلق ایسی باتیں کہیں (کوئی الزام لگایا، تہمت، یا غلط بات منسوب کی) جو واقعتاً اس میں موجود نہیں تھیں، تو اللہ تعالی ایسے (الزام عائد کرنے والے، متہم، غلط بات منسوب کرنے والے کو) جہنم کی پیپ میں پھینکے گا (وہ قیامت کے دن اسی کا حق رکھتا ہوگا) حتی کہ وہ اپنی ان حرکات کو (دنیوی زندگی میں) ترک کر دے (تو اس حالت میں اس کی نجات ہو سکتی ہے)(ابوداؤد:۳۵۹۷)۔

مذکورہ احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی شخص پر بہتان لگانے، جھوٹ باندھنے اور بے بنیاد الزام لگانے کی شریعت مطہرہ کسی صورت میں اجازت نہیں دیتی۔ لہذاء اگر کوئی کسی پر توہین رسالت جیسے قبیح فعل کا الزام لگاتا ہے تو اس پر ضروری ہے کہ اس کو ثابت کرے و گرنہ عدالت اس کو مناسب سزاء دے اور قاضی تعزیر جاری کر سکتا ہے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آئندہ کوئی بھی اس قانون کو اپنی ذاتیات کیلئے استعمال نہیں کرے گا۔ لیکن کیا اگر ہر وہ مدعی جو الزام ثابت نہ کر سکے تو اس پر بھی وہی توہین رسالت کا مقدمہ درج کر کے پھانسی کی سزا ہی دی جائے تو یہ بات قابل غور ہے کیونکہ یہاں تک تو بات ٹھیک ہے کہ جو شخص واقعی جھوٹا ہو شہادت کاذبہ کا مرتکب ہوا اس کو تو سزا دی جائے لیکن مطلقا ہر وہ مدعی جو الزام ثابت نہ کر سکے اس پر بغیر شہادت کاذبہ و شہادت مردودہ میں فرق کئے ایک ہی حکم لگانا غلط ہوگا۔ اس لئے شہادت کاذبہ اور مردودہ میں فرق کرنا ضروری ہے شہادت کاذبہ تو وہی ہے کہ جو شخص واقعی جھوٹا ہو لیکن شہادت مردودہ یہ ہے کہ گواہی دینے والا تو سچا ہے لیکن کسی وجہ سے وہ گواہی وکلاء کی جرح وغیرہ پر پوری نہ اتر سکی جس کا ذکر مفتی منیب الرحمن نے اپنے دنیا نیوز میں شائع ہونے والے کالم میں کیا اس بات کو اقتباس کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

"ہماری رائے میں شہادت صادقہ کے علاوہ ایک شہادتِ مردودہ ہوتی ہے اور ایک شہادتِ کاذبہ۔ فرض کیجیے! ایک شخص ایک واقعے کا عینی شاہد ہے اور اس نے اپنی جانب سے دیانت داری سے گواہی دی لیکن وکلا کی جرح اور پے درپے سوالات کا جواب دیتے ہوئے وہ گھبرا گیا اور کہیں اس کے جوابات میں تضاد پیدا ہو گیا تو عدالتیں بعض اوقات اس تضاد کی بنا پر اس شہادت کو رد کر کے ملزم کو بری کر دیتی ہیں (روزنامہ دنیا، ۲۰۱۹)۔ اس لیے شہادت کاذبہ اور مردودہ میں فرق کرنا بہت ضروری ہے اگر ان دونوں میں فرق کیے بغیر ہر بندے کو وہی سزا دی جائے جو شہادت کاذبہ کی ہے تو اس کا نقصان یہ ہوگا کہ آئندہ کوئی بھی شخص کسی بھی طرح سے گواہی دینے سے ڈرے گا اور وہ کسی چیز کی گواہی نہیں دے گا حالانکہ قران مجید میں اللہ تعالی نے گواہی کو چھپانے سے منع فرمایا ہے **وَ لَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا** (بقرہ: ۲۸۲)۔

الغرض اگر کوئی ایسا شخص جو توہین رسالت ﷺ کے حوالے سے کسی پر جھوٹا الزام لگاتا ہے اور وہ واقعی جھوٹا ہوتا ہے اور اپنی بات کو عدالت میں ثابت بھی نہیں کر سکتا تو وہ بالکل سزاء کا مستحق ہے عدالت اس کو جو مناسب سمجھے تعزیر کے تحت اس کو وہ سزا دے لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ جو بندہ بھی کسی وجہ سے وکلاء کی جرح پر پورا نہ اتر سکا اور اپنی گواہی کو ثابت نہ کر سکا تو اس پر بھی شہادت کاذبہ والی ہی سزا لگائی جائے اس طرح تو ہر بندے کو کھلی چھٹی مل جائے گی کہ وہ جس طرح چاہے گا توہین رسالت کا مرتکب ہوتا رہے گا اور اس شخص پر کسی طرح سے کوئی بھی مقدمہ درج نہیں ہو سکے گا لہذا یہ بات بالکل بھی قابل تسلیم نہ ہوگی کہ بغیر تمیز کئے دونوں پر ایک ہی حکم لگایا جائے۔

ماورائے عدالت قتل

جہاں تک بات ہے ماورائے عدالت عامی کا قانون ہاتھ میں لینے کی تو اب اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی لیکن نبی کریم ﷺ کے دور مبارک میں اکثر ایسے واقعات پیش آئے کہ جس میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے توہین رسالت کے مرتکبین کو قتل کیا اور جب معاملہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے وجہ جاننے کے بعد گستاخ کے قتل کو رائیگاں جانے دیا اور بعض جگہ پر تو دعائیہ کلمات بھی ارشاد فرمائے بلکہ ایک جگہ پر تو اس کام کو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کے ساتھ تعبیر فرمایا عصماء بنت مروان نبی کریم ﷺ کی توہین کیا کرتی تھی تو حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا یہ بات نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے بنت مروان کو قتل کر دیا؟

قال:نعم بأبي أنت يارسول اللهﷺ ......فالتفت النبيﷺ إلى من حوله فقال:إذاأحببتم أن تنظروا إلى رجل نصرالله ورسوله بالغيب فانظروا إلى عميرابن عدي(واقدی، ج۔۱، ص۔۱۷۳)۔

انہوں نے عرض کی جی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان، نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کی طرف دیکھا اور فرمایا اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہو جس نے غیب سے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔

کسی عامی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ایسے جتنے بھی معاملات پیش آئے ان میں گستاخان عادی بھی تھے اور ان کی توہین کا معاملہ واضح بھی تھا لیکن اگر آج بھی ہر عامی کو اس بات کی اجازت دے دی جائے تو الزامات اور قتل کا نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس کا دل چاہے گا ذاتی عناد کی بنیاد پر توہین کا الزام لگا کر قتل کردے گا جیسا کہ خوشاب میں ایک بینک مینیجر کو بینک سکیورٹی گارڈ نے قتل کر دیا اور بعد میں توہین مذہب کا الزام لگا دیا لیکن تحقیق کے بعد یہ واضح ہوا کہ معاملہ تو ذاتی رنجش کا تھا بالفرض اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ مینیجر توہین کا مرتکب ہوا تھا تو شریعت مطہرہ کی رو سے اس پر بینہ (دلیل) پیش کرنا ہوتی ہے جو کہ وہ سوائے قاتل کے کہنے کے اور کوئی دلیل گواہ وغیرہ موجود نہیں انہی خرافات سے بچنے کیلئے کسی عام شہری کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور اب تو بالکل ایسا ممکن نہیں ہے جبکہ اس جرم پر باقاعدہ طور پر قانون موجود ہے تو پھر بجائے قانون ہاتھ میں لینے کے قانونی راستہ اختیار کرنا چاہیے اس حوالے سے علماء کرام کا بھی یہی موقف ہے کہ قانون ہاتھ میں نہیں لیا جائے گا اردو پوائنٹ کی مختلف مسالک کے علمائے کرام سے گفتگو میں سب کے اس موقف کو واضح کیا گیا کہ گستاخ کو سزاء دینے کا اختیار حاکم کا کام ہے جب اس پر توہین کا الزام ثابت ہو جائے انہوں نے کہا کہ یہ عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ٹرائل کرے اور شہادتوں سے جو سزاء بنتی ہے وہ دے یہ انفرادی شخص کو حق نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص جذبہ حب مصطفیٰ ﷺ سے سرشار ہو کر کسی گستاخ کو قتل کر دے اور وہ شخص واقعی گستاخی کا مرتکب بھی ہوا ہو اس کے خلاف قانونی راستہ بھی اختیار کیا گیا ہو پھر بھی گستاخی کا مرتکب شخص آزاد پھرے اسکے متعلق کسی قسم کا ادارہ و قانون حرکت میں نہ آئے تو قتل کرنے والے پر کسی بھی صورت میں اب سزائے موت وغیرہ دینے کا جواز نہیں بنتا جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ایسے واقعات پیش آئے تو آپ ﷺ نے مقتول کے خون رائیگاں جانے دیا اب یہ ارباب اختیار کی ذمہ داری ہے کہ اگر ایسا معاملہ پیش آئے اور کوئی شخص توہین رسالت کا مرتکب ہو تو فوری اس پر قانونی کاروائی عمل لائی جائے تا کہ کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش نہ آئے۔

ایک مسلمان کسی بھی طرح سے نبی کریم ﷺ کی مبارک ذات کی توہین برداشت نہیں کر سکتا ایسا ممکن ہی نہیں اور پاکستان کے اسلامی ملک ہونے کی حیثیت سے اس قانون کا موجود ہونا ضروری ہے کیونکہ جس طرح پاکستان کی زمینی سرحدیں ہیں اسی طرح پاکستان کی نظریاتی سرحد بھی ہے اور وہ اسلام ہے لہذا ادھر اصول وضوابط بھی وہی ہونگے جو اسلامی ہیں اس کے علاوہ آئین پاکستان میں موجود قانون توہین مذہب نہ صرف مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتا ہے بلکہ اقلیتوں کے مذہب کا بھی محافظ ہے لہذا اس پر اس اعتبار سے کسی بھی طرح کا اعتراض کرنا وہ سوائے اسلام مخالف ہونے کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا اقوام عالم میں ہر کوئی انسانوں کے حقوق کی بات کرتا ہے لوگوں کے جذبات کا احترام کرنے کا درس دیا جاتا ہے جذبات کے احترام کا معاملہ تو اتنی حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ حال ہی میں منعقد ہونے والے ورلڈ کپ ایونٹ میں فاتح ٹیم کے ایک کھلاڑی کی جانب سے ٹرافی پر پاؤں رکھنے کی تصویر وائرل ہوئی جس کی وجہ سے انڈیا میں علی گڑھ کے ایک سماجی شخص نے مقدمہ درج کروایا کہ اس نے ٹرافی پر پاؤں رکھ کر کرکٹ شائقین کے

جذبات کو مجروح کیا ہے۔ ایک عام سی چیز جذبات کے حوالے سے اتنی حیثیت رکھتی ہے تو مسلمانوں کے اپنے نبی ﷺ کے حوالے سے جذبات پر کسی قسم کا اعتراض کرنا بے معنی ہے۔ اس میں اس بات کو بالکل بھی پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا کہ اقلیتوں پر اس قانون کے غلط استعمال کی وجہ سے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں انہیں کرب کی زندگی گزارنا پڑتی ہے معاشرے سے کٹ کر رہ جاتے ہیں اپنے ہی لوگ اور رشتہ دار تک چھوڑنا پڑتے ہیں زندہ رہنے کیلئے اپنی شناخت کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل کا حل نکالا جا سکتا ہے اس کا حل یہ تو بالکل نہیں ہے کہ اس وجہ سے اس قانون کو ہی ختم کر دیا جائے اگر غلط استعمال کی وجہ سے اسے ختم کرنا ہو تو دنیا میں کتنے ہی قوانین ایسے ہیں جن کا استعمال غلط ہوتا ہے اس کے باوجود انہیں ختم نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کی ضرورت ہوتی ہے جیسے کے گواہی کا نظام کتنے ہی کیس ہوتے ہیں کہ جس میں گواہ جھوٹا ہوتا ہے اس کے باوجود اس نظام کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اکثر اوقات اس قانون کی مخالفت میں پروپگنڈا بھی ہوتا ہے تاکہ اس قانون کو ختم کروا دیا جائے۔ اسی طرح کسی عام شخص کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی لیکن آخر قانون ہاتھ میں لینے کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ جب اس طرح کا معاملہ پیش آتا ہے تو مجرم کو نہ صرف رہا کر دیا جاتا ہے بلکہ اسے یورپ تک جانے میں مدد فراہم کی جاتی ہے جس کی وجہ سے توہین کرنا ایک ٹرینڈ بھی بن گیا ہے کہ جب کسی کا یورپ وغیرہ جانے کا ارادہ ہو تو اس کام کا مرتکب ہو جائے اور وہاں جا کر پناہ لے لے۔ جیسا کہ ماضی میں ایسا ہوتا بھی رہا ہے اور رہی بات اس قانون کی وجہ سے آزادئ اظہار رائے پر حرج پڑھنے کی تو اس کیلئے اقوام متحدہ کا اعلامیہ برائے انسانی حقوق ۱۹۴۸ کی شق ۱۸ میں یہ واضح لکھا ہے کہ

ہر انسان خیال، ضمیر اور مذہب کی آزادی رکھتا ہے لیکن اس اظہار خیال کی آزادی کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ کوئی بھی شخص دوسروں کی دل آزاری کرے۔ (اقوام متحدہ کا اعلامیہ برائے انسانی حقوق ۱۹۴۸)

تجاویز و سفارشات

ارباب اختیار کیلئے ضروری ہے کہ قانون پر فوری عملدرآمد کروائیں تاکہ کسی بھی پیش آنے والے ناخوش گوار واقعہ کا قبل از وقت ہی تدارک ممکن ہو سکے۔ اس کیلئے مستند علماء کا بورڈ تشکیل دیا جائے کہ جو اس طرح کے پیش آنے والے معاملے کی شرعی طور پر جانچ پڑتال کر سکیں کہ آیا وہ شخص واقعی توہین کے زمرے میں آتا بھی ہے یا نہیں۔ اقلیتوں کا ملک میں آزاد رہنا اور اپنے مذہب کے مطابق آزادانہ زندگی گزارنا ان کا آئینی حق ہے لہذا اس معاملے میں ان کی مدد کرنا بھی اداروں کی ذمہ داری ہے اور ان کو تحفظ بھی فراہم کیا جائے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی قانون ہاتھ میں لیتا ہے اور ذاتی بنیاد پر توہین رسالت کا قانون استعمال کرتا ہے اور توہین کو ثابت بھی نہیں کر سکتا تو ایسا شخص سزاء کا مستحق ہے تاکہ آئندہ کوئی ایسی قبیح حرکت کرنے سے باز رہے۔

حواشی و حوالہ جات

ابن بزاز، محمد بن محمد بن شہاب، البزازیہ علی ہامش فتاوی الہندیہ، مکتبہ رشیدیہ، ن د۔

Ibn Bazaz, Muhammad ibn Muhammad ibn Shahab, Al-Bazaziyyah 'ala Hamish Fatawa al-Hindiyyah, Maktaba Rashidiyyah, India.

ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، دار الکتب العربی، بیروت، ن د۔

Ibn Taymiyyah, Al-Sarim al-Maslul 'ala Shatim al-Rasul, Dar al-Kutub al-Arabi, Beirut.

ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، مکتبۃ العصریہ بیروت، مکتبہ الشاملہ، ن د۔

Abu Dawood, Sulaiman ibn Ash'ath, Sunan Abi Dawood, Maktabat al-'Asriyyah, Beirut, Maktabat al-Shamila.

اقوام متحدہ کا اعلامیہ برائے انسانی حقوق ۱۹۴۸

United Nations Declaration of Human Rights, 1948.

انعام

'An`ām

بریلوی، احمد رضا خان، فتاوی رضویہ، ناشر رضا فاؤنڈیشن، طباعت ستمبر ۱۹۹۸

Barelvi, Ahmad Raza Khan, Fatawa Razawiyyah, Publisher: Raza Foundation, September 1998.

بقرہ

Baqarah

ترمذی، محمد بن عیسی، جامع الترمذی، ر، مکتبہ مصفی البابی، مصر۔ طبعہ ثانیہ ۱۹۷۵

Tirmidhi, Muhammad ibn Isa, Jami' al-Tirmidhi, Maktaba Musafi al-Babi, Egypt. Second edition, 1975.

حجرات

Ĥujurāt

خفاجی، احمد شہاب الدین، نسیم الریاض، مکتبہ امدادیہ ملتان، ن د۔

Khafaji, Ahmad Shahab al-Din, Nasim al-Riyadh, Maktaba Imadadiyyah, Multan.

روزنامہ دنیا

Roznama Dunya.

طاہر بن احمد، خلاصۃ الفتاوی، المتوفی ۵۴۲

Tahir ibn Ahmad, Khulasat al-Fatawa, deceased 542 AH.

فراہیدی، خلیل احمد، کتاب العین، الناشر: دار و مکتبہ الھلال، ن د۔

Farahidi, Khalil Ahmad, Kitab al-Ain, Publisher: Dar wa Maktabat al-Hilal

معلوف، لویس، المنجد،، خزینہ علم و ادب اردو بازار لاہور، سن اشاعت ن د۔

Maalouf, Louis, Al-Munjid, Khazinat al-Ilm wa Adab Urdu Bazaar, Lahore

مجموعہ تعزیرات پاکستان، ۱۸۶۰

Majmu'ah Tazirat Pakistan, 1860.

واقدی، محمد بن عمر السہمی، کتاب المغازی، مکتبہ دار العلمی بیروت، مکتبہ الشاملہ، ن د۔

Waqidi, Muhammad ibn Umar al-Sahmi, Kitab al-Maghazi, Maktaba Dar al-Ilmi, Beirut, Maktabat al-Shamila.

Blackwell, Amy Hackney. The Essential Law Dictionary. Sphinx Publishing.

Pakistan Penal Code (XVL of 1860), Chapter XV, 108.

A Critical Study of Blasphemy Laws of Pakistan and their Impact on the Minorities of the Country. Centre for Research and Security Studies. Retrieved from https://crss.pk/blasphemy-cases-in-pakistan-1947-2021/

BBC Urdu. (n.d.). Retrieved from https://www.bbc.com/urdu/articles/c1r50erpyd1o.amp

DW.com. (n.d.). Retrieved from https://www.dw.com/ur

Dunya News. (2019, March 4). Retrieved from https://dunya.com.pk/index.php/author/mufti-muneeb-ul-rehman/2019-03-04/26336/36937303

UrduPoint. (2017, April 17). Retrieved from https://www.urdupoint.com/islam/articles/article/kia-gustakh-e-rasool-ko-riyasat-k-ilawa-koi-aur-qatal-kar-sakta-hai-1141.html